رایتمونی اصلی" (بخاری کتاب الاذان باب 18 مع الفتح 131/2)

ترجمہ: "نماز اس انداز سے ادا کرو جیسا کہ آپ لوگ مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں"۔

اس طرح حجۃ الوداع میں آپ ﷺ فرماتے تھے "**لتاخذوا منا سککم فانی لا ادری لعلی لا احج بعد حجتی ھذہ**" لوگو! مجھ سے حج کے مناسک سیکھ لو یقیناً میں نہیں جانتا شاید میں اس حج کے بعد اور کوئی حج ادا نہ کر سکوں گا" (صحیح مسلم کتاب الحج 44/9 حدیث 310 'ابوداؤد کتاب المناسک باب فی رمی الجمار 495/2 'نسائی باب الرکوب الی الجمار 269/5-270)

ان احادیث سے عیاں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو تاکید فرما چکے ہیں کہ میرے عبادات اور معاملات کا غور سے ملاحظہ کرو اور مجھ سے شرعی احکام سیکھو کیونکہ یہی عین منشائے الٰہی اور صحیح تفسیر قرآن ہے۔ اگر حدیث نبوی مصدر شریعت نہ ہوتی تو اس قدر تاکید کی کوئی ضرورت نہ ہوتی کیونکہ قرآن پاک محفوظ ہے۔ وہیں سے ہر شخص اپنے اپنے فہم کے مطابق طریقے اخذ کر لیتا۔

الغرض قرآن پاک کی آیات مقدسہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول مکرم ﷺ کو بحیثیت معلم' قرآن سنانے اور آیات مبارکہ کی تعلیم و تدریس کے لئے مبعوث فرمایا گیا۔ جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا:

﴿**لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوعلیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین**O﴾ (ال عمران 164)

ترجمہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ ان میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا' جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب و دانائی (یعنی سنت نبوی کی) تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ (جاری ہے)

..............☆☆☆..............

قسط نمبر 5

ارض بلتستان

محمد اسمٰعیل فضلی

توہم پرستی کی دنیا:-

نور اسلام کے فروزاں ہونے سے قبل بلتستان میں بھی عرب دور جہالت کی مانند توہم پرستی کا دھوم دھڑا کا تھا۔ توہم پرستی کی بنیاد پر قائم دین ''بون چھوس'' کے مطابق بادشاہ کو دیوتا کی اولاد تصور کیا جاتا تھا۔ جس کا مطمح نظر رعایا کی فلاح و بہبود ہرگز نہ تھا۔ وہ لوگوں کے خون اور لاشوں پر اپنی مملکت کی عمارت قائم کرتا۔ عوام جہالت کی بناء پر انہیں ظل الٰہی سمجھتے تھے اور ہر قسم کا ظلم سہہ لیتے تھے۔ اپنی خوشی وغمی اور دکھ' سکھ کے مواقع پر توہمات کی عمیق گھاٹیوں میں مستغرق ہو جاتے اور انسانیت ظلم و بربریت کی چکی میں پس کر رہ جاتی۔ مگر کیا مجال کہ زبان سے اف تک کہے۔ آٹھویں صدی ہجری کے اواخر تک یہاں کے باسی بت پرستی' اوہام پرستی اور جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پھنسے ہوئے تھے۔ (الحبل المتین 12)

ظلم وستم اور شرک وخرافات کی وجہ سے بلتستان شب دیجور کے تاریک ترین لمحات میں ڈوبا ہوا تھا۔ لوگ اپنے مذموم اور کوراخلاق امور پر اعلانیہ فخر ومباہات کیا کرتے تھے۔ جہالت کا یہ عالم تھا کہ لوگ مال مسروقہ کو مال غنیمت سمجھتے تھے۔ جگہ جگہ مختلف اشکال کے بت بنا رکھے تھے' جن کی پرستش کی جاتی تھی کوئی عجیب وغریب درخت یا پتھر نظر آتا تو اس کا طواف کیا جاتا اور اس کے نام کی منتیں مانی جاتی تھیں۔ اگر کہیں عجیب الخلقت جانور نظر آتا تو ''لھا'' کے غضب کی شکل سمجھ کر صدقات کیا کرتے۔ جانوروں کے معذور بچے پیدا ہوتے تو غیبی روزی سمجھتے تھے۔

لہوولعب' ناچ گانے فرصت کے پسندیدہ مشاغل ہوتے تھے۔ اپنے عقیدے کے مطابق اس طرح وہ اپنے لھا اور معبودوں کو خوش کرتے تھے۔ مذہب وثقافت کے نام پر بہت سی غیر اسلامی رسمیں اور تہوار منائے جاتے۔ یہ سلسلہ کئی دنوں تک جاری رہتا۔ ان باطل مذہبی تہواروں اور ثقافتی میلوں میں 21 دسمبر کو منایا جانے والا ایرانی زرتشتی گلخن کی طرح ''مے فنگ'' جو مجوسی تہذیب کا ایک اہم دن ہے' بڑے دھوم دھام سے آج بھی منایا جاتا ہے۔ مگر الحمدللہ روز بروز بڑھتا ہوا علم وتہذیب ان رسومات کا جوش بھی بتدریج ٹھنڈا کر رہا ہے۔

اسی طرح ''ستروپلا'' بھی ایک اہم رسم تھی۔ جب جو کی فصل پکنے کے قریب ہوتا تو یہ تہوار منایا جاتا تھا۔ قدیم لوگوں کا اعتقاد تھا کہ ستروپ لا کے دن منایا جانے والا رنگ ومحفل لھا کی خوشی کا باعث ہے۔ اس طرح فصل کی پیداوار بنا تاتی

بیماریوں سے محفوظ رہتی ہے۔ (العیاذ باللہ)

ایسے ہی ایک اور تہوار ''میندوق ھلتنمو'' ہے۔ یہ تہوار لون چھوس اور بدھ مت کی یادگار ہے۔ اس میں خاص طور پر بدھ بھکشوؤں کا سوانگ بھرا جاتا ہے۔ میندوق ھلتنمو سے اہل بلتستان ایک خاص عقیدت رکھتے تھے۔ کہا جاتا تھا کہ یہ ھلتنمو اوپر بروق (علفزار) سے شروع کیا جاتا تھا' جہاں انتہائی بلندی پر فصل اگائے جاتے تھے۔ چہ بچہ' چہ جوان اور بوڑھے تمام بڑی عقیدت کے ساتھ اس میں شریک ہوتے' تاکہ اپنے معبودوں کو خوش کرنے میں کوئی پیچھے نہ رہے۔ توھماتی دنیا والوں کا عقیدہ تھا کہ یہ وہ موقع ہے کہ جب بہار اپنے جوبن پر ہوتا ہے۔ ہر سو جنگلی اور غیر جنگلی پھولوں سے دنیا سجی ہوتی ہے 'پھولوں کے معطر جھونکے سحر پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے میں یہ تہوار منا کر اپنے معبودوں کو خوش کیا جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) لفظ میندوق کا معنی ہے پھول اور ھلتنمو سے مراد میلہ ہے یعنی ناچ گانا اور ساز بجانا۔ الحمدللہ اب یہ تہوار اور اندھی رسمیں اسلام کے سموں تلے روندی جا چکی ہیں۔

اشاعت اسلام سے قبل یہاں عصمت وعفت کی کوئی خاص اہمیت نہ تھی۔ نور اسلام کے بعد اسکا احساس رفتہ رفتہ اجاگر ہونے لگا' لیکن اس گوہر حیات کی پامالی کے بعض اسباب مثلاً بے پردگی' گانے اور رقص وسرور کو بلتستان کی آزادی اور الحاق پاکستان تک خاص معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ سب محض جہالت اور غربت وافلاس کا نتیجہ تھا۔ غربت وافلاس کی فلک بوس دیواریں ملک کے دیگر شہروں تک سڑک کے راستے رابطے کے ساتھ ہی منہدم ہونے لگیں۔

آج لوگ مادی دوڑ میں یوں مگن ہیں کہ گردوپیش کی خبر نہیں۔ تعلیمی اور معاشی مصروفیات سے یہ ساری عادتیں از خود بند ہوگئیں۔ البتہ قدیم زمانے سے یہاں طوائف کا وجود نہ تھا۔ رقص وسرور کی محفلوں میں سازندے' گویئے' رقاص' اور تماشائی سب مرد ہی ہوتے تھے۔ ہاں بڑے پیمانے پر منائے جانے والے میلوں میں عورتیں بھی الگ تھلگ ہوکر تماشا کیا کرتی تھیں۔ معاشرے کی تمام تر قباحتوں کے باوجود عورتوں کی ایسی محافل میں شرکت کو غیض وغضب کی نظر سے ہی دیکھا جاتا تھا۔

مہاتما بدھ کی تعلیمات کے مطابق کشت وخون نہ ہونے کے برابر تھا۔ غم گساری اور خوشیوں کے مواقع پر ایک دوسرے کے ساتھ دلی ہمدردی اور والہانہ محبت کے لافانی مظاہرے دیکھنے میں آتے تھے۔

بودھوں کے رسم ورواج:- بودھوں کے رسم ورواج میں درج ذیل عناصر وعوامل کا کلیدی کردار ہوتا تھا:

(۱) ذات وقوم (۲) وراثت (۳) شادی بیاہ (۴) خفیہ شادی (۵) طلاق (۶) کثرت ازدواج

(۷) تبنیت (۸) وصیت' ھبہ اور وقف (۹) پیدائش (۱۰) اموات

ذات وقوم :- بودھوں کے ہاں قومیت کا کوئی لحاظ نہیں۔ پیشوں کے اعتبار سے اعلیٰ اور ادنیٰ درجے وجود میں آئے۔ جن کے مابین سماجی زندگی میں اونچ نیچ کا لحاظ نہ تھا البتہ مختلف درجوں کے افراد ایک دوسرے کا جھوٹا برتن استعمال نہ کرتے تھے۔ مون (ڈول باجا والے) اور گربا (لوہار) کمتر سمجھے جاتے تھے۔ پیشوں کی ترتیب یوں تھی:

(۱) چو (راجہ) (۲) کلون (جنکے اجداد وزیر یا حاکم رہے ہوں) (۳) لونپو (جنکے آباءوزیر رہے ہوں)
(۴) ننگ سو (جن کے بزرگ راجہ کے محل میں تحویل داری کا کام کرتے تھے) (۵) لرجے طبابت پیشہ افراد (حکیم)
(۶) اُنپو۔ منجم (نجومی کاہن) (۷) پھل پا کھیتی باڑی کرنے والے (۸) شینگ کھن (ترکھان)
(۹) خسیر گر (زرگر) (10) گربا (لوہار) (۱۱) خلم کھن (موچی) (۱۲) مون (ڈھول باجا بجانے والا)

وراثت :- بودھوں میں وراثت صرف بڑے بیٹے کو پہنچتی ہے۔ اگر نرینہ اولاد نہ ہو تو بڑی بیٹی وارث ہوگی بشرطیکہ یہ بیٹی شادی کرکے شوہر کے گھر نہ چلی گئی ہو۔ بڑی بیٹی کے بغما بن کر جانے کی صورت میں اس سے چھوٹی بیٹی وارث ہوگی۔ اگر تمام بیٹیاں بیاہ کر کے سسرال جا چکی ہوں تو سب محروم الارث ہونگی اور وارثت کا حقدار دوسرے درجے کا وارث ہونگا۔ اگر بیٹیوں میں سے کوئی شوہر سے طلاق لے کر باپ کے گھر واپس آ جائے تو وہی وارث ہوگی۔

بودھوں میں ایسے واقعات بھی ہیں کہ بیاہی ہوئی بیٹیاں شادی کے بعد اپنے شوہر کے گھر میں بھی مالکن رہی اور اپنے باپ کے گھر کی بھی وارث قرار پائی مگر یہ استثنائی صورت ہے۔ عام وراثتی اصول نہیں ہے۔ اگر ان کے اپنے قانون وقواعد کے مطابق جائز وارثان اعتراض کریں تو اس قسم کی وارثت ٹوٹ سکتی تھی۔

لاولد افراد بالعموم اپنے رشتہ داروں میں سے کسی لڑکے یا لڑکی کو متبنیٰ بنا لیتے تھے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو رشتہ داروں کی رضامندی سے غیروں میں سے کسی کو متبنیٰ بنا لیتے۔ اور ان کو اولاد صلبی کے حقوق حاصل ہوتے۔

رواج کے مطابق سلسلہ وراثت حسب ذیل ہے۔ ہر ایک درجہ کے وارث کے لئے مستثنیات موجود ہیں۔

(۱) بڑا بیٹا (۲) بڑی بیٹی (ناکتخدا) (۳) بڑا بھائی (۴) بڑی بہن (۵) بڑا چچا (۶) والدہ
(۷) بیوہ (۸) بیٹے کی بیوہ (۹) پھس پون (وارثان بازگشت)

بیٹا، بھائی اور چچا جو بصورت ''مقپا'' یعنی خانہ داماد اور بیٹی و بہن جو بصورت ''بغما'' بیاہ کر دوسرے گھر میں چلی گئی ہوں یا لامہ و چومو ہو گئے ہوں، محروم الارث ہیں۔ اس وقت تک کہ وہ برضا و رغبت رشتہ داران و وارثان ان تعلقات کو قطع کرکے اس گھر